35

غور وفکر کی عادت ڈالو کہ انسان کا بہترین استاد اس کا اپنا نفس ہوتا ہے

(فرمودہ 24 اکتوبر 1952ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج ایک مہمان پروفیسر امریکہ سے آئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے کھانا وغیرہ میں دیر ہوگئی اور اب صرف اتنا وقت ہے کہ پانچ سات منٹ ہی خطبہ ہوسکتا ہے۔ یوں میرے گلے میں بھی تکلیف ہے اور میں زیادہ دیر تک بول نہیں سکتا۔ بہرحال خطبہ پانچ منٹ چھوڑ ایک منٹ کا بھی ہوسکتا ہے۔ اہلِ حدیث عام طور پر کہا کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ آپ کی نماز سے چھوٹا ہوا کرتا تھا اس لئے سنت یہی ہے کہ خطبہ نماز سے چھوٹا ہو۔ ہم لوگ جو بڑے لمبے خطبوں کے عادی ہوتے ہیں انہیں یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ اُس وقت کے لوگوں کے دل کھلے ہوتے تھے اور وہ چھوٹی سی بات سن کر بھی اسے مان لیتے تھے لیکن آج کل کے لوگوں کے دل کھلے نہیں اور انہیں مار مار کر بات سمجھانی پڑتی ہے۔ بہرحال خطبہ کی اصل غرض یہی ہے کہ انسان کو اپنے فرائض اور اسلام کی ضرورتوں کو سمجھنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اگر لوگ اپنے فرائض سمجھنے لگ جائیں، اسلام کی ضرورتوں کو سمجھنے لگ جائیں تو باقی کام بہت چھوٹا سا رہ جاتا ہے۔ جس شخص کے دل میں محبت ہوتی ہے اسے اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک اجنبی شخص کسی بیمار کو دیکھتا ہے تو وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ زیادہ سے زیادہ اسے گرا ہوا دیکھ کر کہہ

دیتا ہے کہ میاں اٹھو! اگر وہ نہیں اٹھتا تو اُسے چھوڑ کر آگے چل پڑتا ہے۔ لیکن ایک ماں کے دل میں بچے کی محبت ہوتی ہے۔ اس کے بچے کے منہ کا رنگ ذرا سا بھوسلا نظر آئے تو وہ ہزاروں طبیبوں کے نام سوچتی ہے، وہ ہزاروں علاج سوچتی ہے، وہ ہزاروں نسخے نکالتی ہے اور اس کے دماغ میں علوم کا ایک چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔

پس اصل چیز غور و فکر کی عادت ہوتی ہے۔ اگر مومن اپنے اندر سوچنے کی عادت پیدا کر لیں، اگر وہ اپنی ذمہ داریوں پر غور کریں جو عام لوگ نہیں کرتے تو کام بہت چھوٹا رہ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ غور کرنے کا موقع ہماری جماعت کے لئے ہے لیکن افسوس کہ ہماری جماعت بھی غور کرنے کی عادی نہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں، جو اسلام کی ضرورتوں کو سمجھتے ہیں اور ان پر غور کرتے ہیں۔ اکثر لوگ ایسے ہیں جو چاہتے ہیں کہ پکی پکائی روٹی ان کے آگے رکھ دی جائے۔ اکثر لوگ جب مجھے ملنے آتے ہیں تو کہتے ہیں حضور کوئی نصیحت فرمائیں۔ میں انہیں کہتا ہوں نصیحت کی کیا ضرورت ہے۔

آپ لوگوں کو علم ہے کہ سارے لوگ آپ کے دشمن ہیں۔ مجھے تو لوگ صرف گالیاں دیتے ہیں لیکن آپ اُن کے پاس ہوتے ہیں وہ آپ کو مارتے ہیں قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ آپ کو اپنے حالات معلوم ہیں آپ اپنے متعلق خود سوچا کریں۔ اگر آپ سوچیں گے نہیں تو میری نصیحت کیا کام دے گی۔ ملتان، منٹگمری، شیخوپورہ یا سرگودھا میں کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو لوگ دوڑ کر میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں کوئی نصیحت فرمایئے۔ میں انہیں یہی کہتا ہوں کہ آپ کو اپنے حالات معلوم ہیں میں کیا نصیحت کروں۔

پس غور کی عادت ڈالو۔ مگر غور بھی ایک حد تک ہونا چاہیے۔ مجھے ایک احمدی کا لطیفہ یاد ہے اور میں نے دوستوں کو پہلے بھی ایک دفعہ وہ لطیفہ سنایا ہے۔ ہم ایک گاؤں میں گئے۔ وہاں آٹا نہیں ملتا تھا ہم مقامی احمدیوں سے آٹا پسواتے تھے۔ کسی احمدی نے ایک پاؤ آٹا پیس دیا، کسی نے آدھ سیر آٹا پیس دیا اور کسی نے سیر بھر آٹا پیس دیا۔ میرے پاس مہمان کثرت سے آتے تھے اور زیادہ آٹا کی ضرورت تھی۔ کئی دفعہ 15، 20 سیر آٹے کی ایک وقت میں ضرورت ہوتی تھی اور احمدی عورتوں کو آٹا پیسنے کی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ وہاں پَن چکیاں تھیں میں نے کہا دو تین بوری گندم آٹا پسوا لو۔ چنانچہ ایک احمدی دوست کو بلایا گیا اور انہیں کہا گیا کہ دو بوری گندم لے جاؤ

اور آٹا پسوا لاؤ۔ میرے پاس 50، 60 مہمان روزانہ آ جاتے ہیں اور ان کے لئے آٹا مہیا کرنا گاؤں والوں کے لئے مشکل امر ہے۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ میں نے کہا آپ شام تک آٹا پسوا لائیں اور اگر شام تک نہ آ سکیں تو کل صبح ضرور آٹا پسوا لائیں۔ اس نے کہا بہت اچھا شام کو آٹا نہ آیا میں نے کہا صبح آ جائے گا۔ لیکن دوسرے دن میرے پاس باورچی آیا۔ اس نے کہا آٹا نہیں ہے۔ میں نے کہا مقامی احمدیوں کو تکلیف تو ہو گی لیکن آج کے لئے آٹا کا انتظام کر لو شام تک آٹا آ جائے گا۔ چنانچہ اُس دن گزارہ کیا گیا۔ لیکن آٹا شام کو بھی نہ آیا۔ تیسرے دن باورچی پھر آیا اور اس نے کہا آٹا نہیں ہے۔ میں نے کہا کوشش کرو کہ آٹا مہیا ہو جائے اور آج کا دن پھر گزارہ کر لو۔ جب اڑھائی دن تک آٹا نہ آیا تو میں نے آدمی بھجوایا کہ اُس شخص کو تلاش کرو اور اُسے کہو بیس چکیاں ہیں، ایک گھنٹے کا کام ہے، اتنی دیر کیوں لگائی؟ بڑی تلاش کے بعد وہ شخص اُس کے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر نہ آیا۔ آخر کار اُس کی بیٹی کو اٹھایا اور کہا اپنے باپ سے کہو حضرت صاحب بہت خفا ہو رہے ہیں کہ ابھی تک آٹا نہیں پسا۔ اِس پر وہ شخص باہر نکلا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ فرمائیے کیا کام ہے؟ پیغامبر نے کہا آپ کو تاکید کر کے بھیجا گیا تھا کہ شام تک آٹا پسوا کر لے آؤ۔ لیکن آج تیسرا دن ہے آپ واپس نہیں گئے۔ کیا آٹا پِس گیا ہے؟ اس نے کہا ''اسیں اجے غور کرنے آں'' یعنی ہم آٹا پسوانے کے متعلق ابھی غور کر رہے ہیں۔

پس ایسا غور بھی نہ کرو۔ مگر ہر بات کو ضرور سوچو۔ جب تم یہ سوچو گے کہ یہ بے دینی کیوں ہے؟ ہر نفس میں کیوں شرارت ہوتی ہے؟ مایوسی کیوں ہوتی ہے؟ تمہارے لئے کیوں مصیبت پیدا ہو گئی ہے؟ اور تمہارے خلاف دشمن کو کیوں جرأت ہو گئی ہے؟ تمہارے ہمسایہ میں کیوں کمزوری پیدا ہو گئی ہے؟ تو تم اپنا کام کر سکو گے۔ تم راتوں کو غور کرو۔ دن کو غور کرو۔ اٹھتے بیٹھتے غور کرو اور سوچو انسان کا بہترین استاد اور بہترین رقیب اس کا اپنا نفس ہوتا ہے۔ تم اپنے نفس کو استاد بنا لو اور اس سے سیکھنا شروع کر دو۔ اگر تم اپنے نفس کو استاد بنا کر اس سے سیکھنا شروع کر دو گے تو تمہیں لمبے خطبوں کی ضرورت نہیں رہے گی۔ تمہارے لئے ساتویں دن جمعہ نہیں ہو گا بلکہ تمہارے لئے ہر وقت جمعہ ہو گا۔ کیونکہ عقل اور نفس ہی بہتر رقیب اور بہتر استاد ہوتے ہیں۔''

(الفضل 5 نومبر 1952ء)